مدنی دور میں داعی اعظم کے خلاف پروپیگنڈا مہم۔ تحقیقی جائزہ

ڈاکٹر محمد رفیق*

Allah Almighty sent His Last Prophet Muhammad (SAW) to guide the mankind. The Prophet (SAW) began to address atheistic and pagan practices and deviations of Jews and Christians, all of them stood against him and opposed his teaching and message. They also tried to prevent the common people from accepting the Deen-e- Haq, the true religion. In this respect, besides the opposition of Maccans, the character of Jews and Hypocrites (so called Muslims) is horrible in Madina. They opposed the Prophet (SAW) for the sake of their socio-political supremacy and economic interest. With the help of Allah Almighty, their every conspiracy failed badly. These days this episode of negative propaganda against the Holy Prophet (SAW) and Islam is being respected by Judo- Christians and other opponents of Islam. Insha Allah, their malicious designs will prove futile as truth always triumphs.

دعوت اسلام کے خلاف اہل کتاب کی پروپیگنڈا مہم نہ صرف بری طرح ناکام ہوئی بلکہ اس مذموم مہم کا الٹا اثر یہ ہوا کہ علمائے اہل کتاب کا فاسقانہ کردار قرآن نے کھول کھول کر بیان کردیا۔جس سے ان کی رہی سہی عزت وتوقیر بھی خاک میں مل گئی اور ہر کس وناکس پر یہ عیاں ہوگیا کہ یہ مقدس ہستیاں کس قدر تقوی وطہارت کے جھوٹے لبادے اوڑھے ہوئے تھیں ؟ نیز عوام الناس ان کے حقیقی کردار سے آگاہ ہوکر ان کو لعن طعن کررہے تھے کہ ان ریاکاروں سے تو ان کا خالق ومالک بھی شدید ناراض ہے۔ اس طرح یہ خود ساختہ عظیم المرتبت شخصیات کو رسواکن انجام سے دوچار ہونا پڑا، جس پر انہوں نے پشیمان ہونے کی بجائے نئی منصوبہ بندی کی کہ اب براہ راست امام الانبیاءداعی اعظم حضرت محمد کی ذات اقدس کو ہدف تنقید بناکر عوام الناس کی نگاہونمیں بے وقعت بنادیں۔ان کے اس مکارانہ عزائم کی تکمیل میں شرپسند گروہ منافقین نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

یہ بڑی دلخراش صورت حال ہے کہ اہل کتاب جس ہستی کے صدیوں سے بے تابی سے منتظر تھے اورہرطلوع آفتاب میں ان کے لیے پرمسرت لمحات وہ ہونے تھے جن میں یہ نوید ملتی کہ "سراج منیر" انسانیت کو ضلالت وگمراہی سے چھٹکارا دلانے آ پہنچے ہیں لیکن جب عظیم نویدِ سعید ان کے کانوں تک پہنچی تو اہل کتاب حسد وکینہ کی بناءپر غم وغصے سے پیچ وتاب کھانے لگے۔ نیز خوب غوروخوض اور تحقیق

* ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علومِ اسلامیہ، گورنمنٹ اسلامیہ کالج، ریلوے روڈ،لاہور۔

کے بعد رسول آخر الزماں ﷺ کے جانی دشمن بن گئے۔چنانچہ یہود اور منافقین نے آپ کے خلاف زبردست پروپیگنڈا محاذ قائم کیا تاکہ عوام الناس کو گمراہ کر کے اپنی مذہبی اور سیاسی اجار ہ داری قائم رکھ سکیں۔

۱۔ جھوٹے پروپیگنڈا کے مختلف طریقے

صحابی رسول کی وفات پر بدترین پروپیگنڈا

ہجرت مدینہ کے کچھ دن بعد حضرت ابوامامہ اسعدؓ بن زرارہ خناق کے عارضہ کی بنا پر انتقال فرما گئے جو بنو نجارکے نقیب اور جلیل القدر اصحاب میں سے تھے جس پر حضور ﷺ کو سخت صدمہ پہنچا۔ لیکن اس صدمہ کو اسلام دشمنوں نے اپنے مفسدانہ پروپیگنڈا کے ذریعے دگنا کر دیا۔ یہود اور منافقین ہر جگہ یہ کہتے پھرتے کہ اگر محمد سچے نبی ہوتے تو کبھی بھی ان کا ایسا پُرجوش ساتھی اس طرح نہ مرتا۔ چنانچہ وہ قلب حساس جوچاروں طرف سے دکھوں کے تیروں کی زد میں تھا یہ فرمائے بغیر نہ رہ سکے کہ میں اپنی جان کے لیے اور اپنے صحابی کے لیے حکم الٰہی میں کچھ قدرت نہیں رکھتا۔

"بئس المیت بو مامة، لیهود و منافقی العرب یقولون:لو کان نبیا لم یمت صاحبہ، ولا ملک لنفسی ولا لصاحبی من اللہ شیئا۔" (1)

تحویل قبلہ پر نبی کریم ﷺ کو ہدف تنقید بنانا

تحویل قبلہ کے حکم کو یہود اور منافقین نے خوب اچھالا اور طرح طرح کی چہ میگوئیاں کیں چنانچہ پروپیگنڈا کا ایسا طوفان اٹھایا گیا کہ قوم یہود کہنے لگی کہ انھوں نے اس سے قبل قبلہ انبیاءکی مخالفت کی۔ اگر یہ نبی ہوتے تو اسی طرف رخ کرکے نماز پڑھتے اور منافقین کہنے لگے ہم نہیں سمجھتے کہ محمد کس طرف رخ کرنا چاہتے ہیں؟ اگر پہلی صورت حق تھی تو انھوں نے اسے ترک کردیا اوراگر دوسری صورت حق تھی تو پہلے باطل پرتھے اس طرح جہلا کی طرف سے کئی باتیں کی جانے لگیں۔(2)

حالانکہ اہل کتاب کے اہل علم قطعی علم رکھتے ہیں کہ تحویل قبلہ کا حکم برحق ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ "(3)

(سو ہم تم کو اسی قبلے کی طرف جس کو تم پسند کرتے ہو منہ کرنے کا حکم دیں گے تو اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لو۔ اور تم لوگ

جہاں ہوا کرو(نماز پڑھنے کے وقت) اسی مسجد کی طرف منہ کر لیاکرو۔ اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ نیا قبلہ ان کے پروردگار کی طرف سے حق ہے اور جو کام یہ لوگ کرتے ہیں اللہ ان سے بے خبر نہیں)

علامہ ابن کثیرفرماتے ہیں:"یہ یہودی جو چاہیں باتیں بنائیں لیکن ان کے دل جانتے ہیں کہ قبلہ کی تبدیلی اللہ کی جانب سے ہے اور برحق ہے کیونکہ یہ خود ان کی کتابوں میں بھی موجود ہے لیکن یہ لوگ کفر و عناد اورتکبر وحسد کی وجہ سے اسے چھپاتے ہیں۔"(4)

یہود کی ہجویہ شاعری

یہود رسول اللہ کے بڑھتے ہوئے اثرورسوخ اور تیزی سے پھیلتے ہوئے دین اسلام سے حد درجہ حسد میں مبتلا تھے۔ ایک طرف وہ آپ سے معاہدہ میں بندھے تھے تو دوسری طرف اسلام کی مخالفت میں دن رات ایک کیے ہوئے تھے۔ چنانچہ جہاں موقع میسر آیا تو وہ رسول اللہ ، دین اسلام اور اہل حق کے خلاف خوب زہر اگلتے ۔ جب کہ ان کے شعرا نے ذات نبوی پر خوب کیچڑ اچھالا اور ہجویہ اشعار سے اپناخوب غصہ نکالا۔ چنانچہ ابوعفک یہودی جو سو سال کی عمر کو پہنچ چکا تھا رسول اللہ کی مخالفت پر لوگوں کو برانگیختہ کرتا اورشعر کہتا تھا۔

"وکان ابو عفک من بنی عمرو بن عوف شیخا کبیرا قد بلغ عشرین و مائة سنة ۔ و کان یہودیا ، و کان یحرض علی رسول اللہ ، و یقول الشعر۔"(5)

علامہ الزرقانی کہتے ہیں کہ آپ کی ہجو کرتا تھا: "یھجوہ بہ" (6)

چونکہ یہ کھلی بغاوت تھی اور رسول اللہ کے ساتھ کیے گئے معاہدہ کی صریحاً خلاف ورزی بھی تھی۔ یقینا اس بغاوت کی سزا موت تھی۔ چنانچہ سالم بن عمیرؓ نے رسول اللہ کے حکم سے اس کاکام تمام کر دیا۔(7)

ابوعفک کی طرح ایک حسد کی ماری شاعرہ عصماءبنت مروان نے بھی جو اوس قبیلہ سے تعلق رکھتی تھی اپنے اشعار میں اسلام اور نبی کے خلاف خوب زہر اگلا اور لوگوں کو اپنے اشعار سے آپ کی مخالفت پر ابھارنے کی ہر ممکن سعی کی۔ چنانچہ آپ کے حکم پر عمیر بن عدیؓ نے اس کے گھر میں اسے قتل کر دیا۔

"وکانت تعیب الاسلام و تذی النبی و تحرض علیہ و تقول الشعر .... فقال لہ رسول اللہ: قتلت ابنة مروان؟ قال: نعم" (8)

چونکہ یہود رسول اللہ سے حد درجہ بیر رکھتے اس لیے سبھی یہود آپ کی عزت و توقیر سے جلتے۔ یہود کے بڑے سردار بھی آپ کی ہجو کرنے اور آپ کے خلاف لوگوں کو ابھارنے میں پیش پیش تھے۔ اہل حق کی بدر میں فتح سے کعب بن اشرف مشہور شاعر سخت سیخ پا ہوا۔ یہ چالیس آدمی لے کر مکہ گیا۔ ابوسفیان کولے کرحرم میں آیا اورسب نے حرم کاپردہ تھام کر معاہدہ کیا کہ بدر کا انتقام لیں گے۔ (9)

جب کعب بن اشرف مدینہ میں واپس آیا تو آنحضرت کے متعلق انتہائی توہین آمیز اشعار کہے اور لوگوں کو آنحضرت کے خلاف برانگیختہ کرنا شروع کیا۔جب کعب کی فتنہ انگیزی حد سے بڑھ گئی تو آپ کی اجازت سے محمد بن مسلمہؓ نے اسے قتل کر دیا۔(10)

مذکورہ بالا اشخاص کا قتل کسی طرح بھی ناانصافی اورظلم نہیں کہے جا سکتے کیونکہ موجودہ دور میں بھی جس کو تہذیب و تمدن کا دور کہا جاتا ہے، باغیوں اور سرکشوں کی یہی سزا ہے۔ چونکہ مذکورہ بالا لوگوں نے معاہدات کی پابندی توڑ کر دشمنوں کو اللہ کے رسول کے خلاف ابھارنے کی ہر ممکن تگ و دو کی اور معصوم عن الخطا پیغمبر کوخواہ مخواہ حسد و بغض کی بنا پر زبردست تنقید کا نشانہ بنایا اور اپنے اشعار میں نبی کی ہجو کی۔ تاکہ لوگ آپ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔ کیونکہ عرب میں شاعری جادو کا سا اثر رکھتی تھی جیسا کہ آج الیکٹرانک اورپرنٹ میڈیا کے ذریعے کسی کے خلاف پروپیگنڈا کر کے اسے تنہا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اسی طرح یہود نے زبردست پروپیگنڈا محاذ قائم کرکے آپ کی توہین کی جس پر وہ سزا کے مستحق ٹھہرے۔

منافقین کی اہل بیت پر بہتان طرازی

منافقین رسول اللہ کے بڑھتے ہوئے اثرورسوخ اور ملت اسلامیہ کے اتفاق و اتحاد کے فروغ سے سخت نالاں تھے وہ تو تصورکیے بیٹھے تھے کہ ان کی سازشوں اور فریب کاریوں کے آگے یہ نووارِدگان جلد ہی راہ فرار اختیار کر لیں گے ، لیکن جب ان کی امیدوں پر پانی پھر گیا تو انہوں نے پیغمبر اسلام کے خلاف زبردست کینہ اور بغض دلوں میں چھپائے رکھا چنانچہ جہاں کہیں انہیں کوئی موقع ملا، منافقین نے فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانے سے گریز نہ کیا۔

چنانچہ غزوہ مریسع یا بنی مصطلق سے واپسی پر منافقین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر جس طرح بہتان طرازی کی اور حرم نبوی کے متعلق ایسا پروپیگنڈا کیا کہ سچے اہل ایمان بھی ان

کے بہکاوے میں آ گئے۔ حتیٰ کہ خود نبی کریم انتہائی اذیت ناک حالات سے دوچار ہوئے۔ بالآخر آپ نے تحقیق کے بعد فرمایا:

"یا معشرالمسلمین من یعتذرنی من رجل قد بلغنی عنہ اذاہ فی اھلی واللہ ما علمت علی اھلی الا خیرا ...."(11)

(مسلمانو !اس شخص سے کون میرا بدلہ لیتا ہے جس نے میری بی بی کی بدنامی مجھ تک پہنچائی، خدا کی قسم میں تو اپنی بی بی کو نیک (پاک دامن) ہی سمجھتا ہوں)

جس پر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے اس کے قتل کی اجازت چاہی تو سعد بن عبادہؓ نے اسے اپنے قبیلہ کی بے عزتی خیال کیا جس پر فریقین میں خاصی چپقلش ہوئی۔ آپ نے انھیں خاموش کرا دیا اور خود بھی خاموشی اختیار فرما لی ۲۔ اس نازک صورت حال سے منافقین کے زہریلے پروپیگنڈے کے اثرات کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

جاہلی رسوم کے خاتمہ پر رسول اکرم کي کردارکشی

اسی طرح جب رسول اکرم نے حکم الٰہی سے جاہلیت کی قدیم رسم متبنیٰ کاخاتمہ کیا توحضرت زید بن حارثہؓ کی مطلقہ حضرت زینبؓ سے خود خالق حقیقی نے آپ کا رشتہ نکاح قائم کرکے اس رسم بد کا بھی خاتمہ کر دیا کہ متبنیٰ کی بیوی حقیقی بہو نہیں لہٰذا اس سے نکاح کیا جا سکتا ہے۔

منافقین اور یہود نے اس پر بھی آسمان سر پراٹھا لیا اور عجیب و غریب انداز میں پروپیگنڈا کرکے نبی کریم کے اعلیٰ و پاکیزہ کردار کو مسخ کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی۔ اس طرح شریعت کے اصلاحی اور جاہلیت کی کمر توڑنے والے الٰہی قوانین کو بھی بدترین شکل میں پیش کیا گیا تاکہ لوگ آپ سے متنفر ہو کر دین حق سے اعراض برتیں۔

رسالت مصطفوی کو مشکوک بنانے کی کوشش

یہود پر نبی کریم کی مخالفت کا بھوت سوار تھا انہوں نے جب بھی موقع ملا کھل کر رسول اکرم کے خلاف پروپیگنڈا کر کے لوگوں کو بہکانے کی سعی کی۔ اور ہمیشہ ناکامی کا منہ دیکھا۔ لیکن انہوں نے اپنی اصلاح کرنے کی بجائے نبی کریم کے خلاف زیادہ زہر اگلا ۔ چنانچہ زید بن لصیت، عثمان بن اوفیٰ اور نعمان بن عمرو جو علمائے یہود تھے اور منافق تھے انہوں نے رسول اکرم کی اونٹنی کے گم ہونے پر آپ کے خلاف خوب پروپیگنڈا کیا کہ محمد کہتے ہیں مجھ کو آسمان سے خبر آئی ہے کیا اُن کو خبر نہیں کہ اُن کی اونٹنی کہاں ہے؟

"یزعم محمد انہ یاتیہ خبر السمائ، وھو لا یدری این ناقتہ!"(12)

یہ وہ معاندانہ طرز عمل ہے جو اہلِ کتاب کو کسی صورت بھی زیب نہ دیتا تھا درحقیقت وہ لوگوں کو متذبذب کرنا چاہتے تھے۔ کہ محمد پیغمبر خدا نہیں ہیں لہٰذا ان سے منہ موڑ کر پھر سے ہماری (یہود کی) اتباع کرو۔

یہود کی تمسخرانہ سرگوشیاں

اہلِ کتاب کا گھناؤنا کردار جو قرآن نے بیان کیا اُس کی تصویر نبی رحمت کے دور میں بھی جھلکتی دکھائی دیتی ہے کہ کس طرح سے یہ انبیائے کرام کو ستاتے اور انہیں اذیتیں دیا کرتے تھے؟ چنانچہ نبی کریم کی پاک مجالس میں علمائے یہود تمسخر اور استہزاءسے باز نہ آتے چنانچہ یہود کے منافق مسجد نبوی میں چپکے چپکے سرجھکائے کچھ تمسخر کی باتوں میں معروف تھے کہ رسول رحمت نے دیکھ لیا اور فوراً مسجد نبوی سے نکلوا دیا۔(13)

دراصل یہ عام لوگوں کو داعی حق سے بد ظن کرنے کی مذموم سعی تھی تاکہ اہلِ ایمان کے دلوں سے نبی رحمت کی عظمت نکال کر انہیں اپنے جیسا دنیا پرست بنا دیا جائے۔

نبی کریم پر الزام تراشی

یہود و نصاریٰ دین اسلام کی ترویج پر سخت رنجیدہ تھے اور وہ بے بس تھے کہ اُن کے مذموم حربوں کا عوام الناس پر کوئی اثر نہیں پڑا بلکہ یثرب کے لوگوں کی اکثریت اسلام میں داخل ہو کر نبی رحمت کے دست و بازو بن چکے اور آپ دن بدن طاقت پکڑتے جا رہے تھے۔ اس پر یہود و نصاریٰ نے آپ کی مجالس میں آپ پر مختلف الزامات لگا کر اہلِ ایمان کے حوصلوں کو پست کرنے کی سازش کی چنانچہ جب آپ نے اپنے فرضِ منصبی کا حق ادا کرتے ہوئے یہودو نصاریٰ کو اسلام میں داخل ہونے کی پُر خلوص دعوت دی تو ابو رافع قرظی نے کہا اے محمد کیا آپ ہم سے یہ چاہتے ہیں کہ ہم تمہاری اس طرح عبادت کریں جیسے نصاریٰ عیسیٰ ابن مریم کی کرتے ہیں:

"اترید منا یا محمد ان نعبدک کما تعبد النصاریٰ عیسیٰ ابن مریم؟"(14)

یوں دکھائی دیتا ہے کہ یہودونصاریٰ باقاعدہ منصوبہ بندی سے یہ کام کرتے ۔ کیونکہ یہ یقینی بات تھی کہ جب یہ لوگ نبی رحمت کے پاس آئیں گئے تو لازماً نبی کریم ان کو اسلام کی دعوت دیں گے یا کچھ بحث ہوگی جس کا جواب وہ پہلے سے تیار رکھتے۔ اور موقع ملتے ہی وہ زہر اُگل دیتے تاکہ آپ کے متعلق لوگ بدگمانی کا شکار ہو جائیں لیکن یہ اہلِ کتاب کی حسرت ہی رہی۔

اہلِ کتاب کی تاریخ گواہ ہے کہ انہوں نے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے معصوم پیغمبروں کی توہین و اہانت کی حتی کہ اُن کے قتل سے دریغ

نہ کیا جس کی بنا پر وہ بارگاہ خداوندی میں اپنا وقار کھو بیٹھے۔ اب ان کے پاس پھر موقع تھا کہ وہ ذلت و رسوائی کے طوق اتار پھینکتے اور اللہ تعالیٰ کے آخری نبی رحمت للعالمین پر ایمان لے آتے اور دنیا و آخرت میں فلاح پاتے۔ لیکن اہلِ کتاب کی اکثریت نے رسول معظم کا نہ صرف انکار کیا بلکہ اُن کے خلاف ہر لمحہ سازشوں میں مصروف رہے۔ مالک کائنات کی نصرت وحمایت سے اہلِ کتاب کے ناپاک عزائم دھرے کے دھرے رہ گئے اسی شکست کا نتیجہ ہے کہ یہود و نصاریٰ آج بھی پیغمبر اسلام خاتم النبین کے خلاف پروپیگنڈا کر کے دنیا کو آپ کے متعلق بدظن کرنے کی بھرپور تگ و دو میں مصروف ہیں۔ لیکن الحمداللہ ان کے تمام حربے ماضی کی طرح آج بھی ناکامی سے دوچار ہیں اور رہیں گے۔

۲۔ داعی حق کے خلاف مہم میں اہل حق کے لیے ہدایات

رسول رحمت کے خلاف معاندین حق کی پروپیگنڈا مہم پر اہل حق کو خصوصی ہدایات سے نوازا گیا ۔قرآن حکیم کی تعلیمات ہر دور کے مسائل کے لیے مینارہ نور کی حیثیت رکھتی ہیں کیونکہ رب العالمین نے اپنے محبوب پیغمبر کو ہر قسم کے پیش آمدہ مسئلہ پر وحی الٰہی کے ذریعے آگاہ فرمایا تاکہ اہل حق مخالفین کی منفی سرگرمیوں کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے پیغام اسلام کو پوری شد ومد سے ہر کس وناکس تک پہنچانے کی سعی کریں۔ نیز دعوت حق کی اشاعت و ترویج میں کسی قسم کی سستی اور غفلت کا مظاہرہ نہ کریں۔ کیونکہ معاندین اسلام کی اس قسم کی گھٹیا کردار کشی کا یہی مقصد تھا کہ ایک طرف پیغمبر اسلام حضرت محمد کے بلند حوصلوں پر کاری ضرب لگا کر انہیں پست حوصلہ کیا جائے اور دوسری طرف عوام الناس کو گمراہ کر کے نبی کے پیغام کو سننے اور قبول کرنے سے روکا جائے۔

چنانچہ موقع بہ موقع قرآن حکیم کے ذریعے اہل حق کو دی جانے والی ہدایات کا خلاصہ کچھ یوں ہے:

موت و حیات کے فیصلے اللہ کے اختیار میں

اہل کتاب یہود کی نبی اکرم سے انتہائی عداوت کا اس سے بڑھ کر ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ انہوں نے صحابی رسول اسعد بن زرارہؓ کی طبعی موت پر نبی رحمت کو موردا الزام ٹھہرا کر لوگوں کو خوب گمراہ کرنے کی کوشش کی کیسا نبی ہے جو اپنے قریبی ساتھی کو بھی نہ بچا سکا۔ بلا شبہ یہ بچگانہ رویہ تھا کیونکہ اس بات میں تو کسی کافر کو بھی شک نہیں کہ زندگی اور موت کس کے اختیار میں ہے ۔ لیکن آسمانی تعلیمات کے حامل نبی کریم کی دشمنی

میں موت کے متعلق واضح احکام تورات کو بھی فراموش کر بیٹھے۔ جس پر انہیں تنبیہ کی گئی کہ زندگی موت کا مالک وہ خدا ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا مالک ہے اور آپ ﷺ کو اسی خدا نے سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے لہٰذا ہٹ دھرمی چھوڑ کر اللہ اور اس کے نبی امی پر ایمان لے آؤ اور ان کی اتباع کرو تاکہ ہدایت پاجاؤ۔

" قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ "(15)

(اے پیغمبر فرما دیں کہ لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہوں (یعنی اس کا رسول ہوں وہ) جو آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندگا نی بخشتا ہے اور وہ موت دیتاہے تو اللہ پر اور اس کے رسول پیغمبر امی پر جو اللہ اور اس کے تمام کلام پر ایمان رکھتے ہیں ایمان لاؤ۔ اور ان کی پیروی کرو تاکہ ہدایت پاؤ۔)

تحویلِ قبلہ منشاءالہٰی

یہود کی سب سے بڑی بد نصیبی یہی تھی کہ نبی آخر الزماں ﷺ ان کے درمیان رشدو ہدایت بانٹ رہے تھے لیکن انہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی کو ہی پسند کیا نیز آپ ﷺ کی ہر معاملہ میں مخالفت کی اورلوگوں کو داعی اعظم ﷺ سے متنفر کرنے کی بھر پور کوشش کی چنانچہ جب قبلہ کعبہ قرار پایا تو یہ سخت مضطرب ہوئے اور نبی ﷺ کے خلاف ایک محاذ کھول دیا کہ آپ ﷺ کا منشور صرف اور صرف ہماری مخالفت ہے جس پر مالک کائنات نے یہ راز افشاں فرما دیا کہ قبلہ کی تبدیلی سے اہل تورات پہلے سے ہی آگاہ تھے لیکن حسدو بعض کی بنا پر جھوٹاواویلا کر رہے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاۗءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىھَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْھَكُمْ شَطْرَهٗ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ "(16)

(اے پیغمبر ہم تمہارا آسمان کی طرف منہ پھیر پھیر کر دیکھنا دیکھ رہے ہیں (سو ہم تم کو اسی قبلے کی طرف جس کو تم پسند کرتے ہو منہ کرنے کا حکم دیں گے تو اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لو۔ اور تم لوگ جہاں ہوا کرو(نماز پڑھنے کے وقت) اسی مسجد کی طرف منہ کر لیاکرو۔ اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ نیا قبلہ ان کے پروردگار کی طرف سے حق ہے اور جو کام یہ لوگ کرتے ہیں اللہ ان سے بے خبر نہیں)

اہل کتاب کے باطل عقائد کا رد

اہل کتاب نبی کریم ﷺ کے ساتھ نارو اسلوک میں اس حد تک بڑھ گئے کہ براہ راست بھی وہ آپ ﷺ پر الزام لگانے سے نہ چونکتے ۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ نبی برحق داعی اعظم ﷺ یہودو نصاریٰ کو اللہ

کی بندگی کی بجائے اپنی بندگی کا حکم دیں۔ یقینا یہ یہود و نصاریٰ کی ایسی دورغ گوئی تھی جس پر انہیں ملامت بھی کی گئی اور انبیائے کرام کی دعوت کا حقیقی منشور بھی ان پر واضح کیا گیا تاکہ وہ ہٹ دھرمی سے باز آجائیں،ارشاد ہوتا ہے:

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ (17)

(کسی آدمی کے لائق نہیں کہ اللہ تو اسے کتاب اور حکومت اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ بلکہ اس کو یہ کہنا سزا وار ہے کہ (اے اہل کتاب) تم (علمائے) ربانی ہو جاؤ کیونکہ تم کتاب (اللہ) پڑھتے پڑھاتے رہتے ہو)

اپنے مشن کی طرف توجہ رکھنا

چونکہ انبیاءکرام کی بعثت کا مقصود ہی جاہلیت کے رسوم و رواج کو تارتار کرنا ہوتا ہے لہٰذا ان کے لیے ضروری ہے کہ لوگوں کی احمقانہ باتوں پر توجہ دینے کی بجائے اپنے مشن پر توجہ مرکوز رکھیں۔ اور کسی بھی معاشرتی و سیاسی جتھوں سے گھبرانے کی قطعاً ضرورت نہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

" وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ۭ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَاۗىِٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا "(18)

(اور جب آپ اس شخص سے جس پر اللہ نے احسان کیااور آپ نے بھی احسان کیا یہ کہتے تھے کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دے اور اللہ سے ڈراور آپ اپنے دل میں وہ بات پوشیدہ کرتے تھے جس کو اللہ ظاہر کرنے والاتھااور آپ لوگوں سے ڈرتے تھے حالانکہ اللہ ہی اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرو۔ پھر جب زیدؓ نے اس سے کوئی حاجت نہ رکھی تو ہم نے آپ سے اس کا نکاح کر دیا تاکہ مومنوں کے لیے ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے ساتھ نکاح کرنے کے بارے میں جب وہ ان سے حاجت نہ رکھیں کچھ تنگی نہ رہے اور اللہ کا حکم واقع ہو کر رہنے والا ہے)

اتباع رسول کی خصوصی تاکید

رسول اکرم کی ذات اقدس کے خلاف منفی پروپیگنڈہ کرنے سے یہود کا یہ مقصد بھی تھاکہ اہل ایمان آپ سے بدظن ہو جائیں اور آپ کاساتھ چھوڑ دیں۔ چنانچہ قرآن حکیم نے اہل ایمان کو جابجا حکم فرمایا کہ عزت و تکریم، خدا کی رضا، گناہوں کی بخشش اور دنیا و

آخرت میں کامیابی کا انحصار رسول اللہ کی اتباع و اطاعت پر ہے۔ ارشاد ہے:

" قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭوَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ"(19)

(اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا اورتمہارے گناہ معاف کر دے گا اور اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے کہہ دو کہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ اگر نہ مانیں تو اللہ بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا)

چنانچہ یہ تصریح بھی فرما دی کہ رسول اکرم کی اطاعت درحقیقت اللہ کی اطاعت ہے۔ لہٰذا جو محمد کی اطاعت سے روگردانی کرے گا درحقیقت اس نے اللہ کی اطاعت سے روگردانی کی۔ ارشاد ہے:

" مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ "(20)

(جو شخص رسول کی فرمانبرداری کرے گا تو بے شک اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی)

انسانیت کی بھلائی کے لیے طعنوں سے نہ گھبرانا

چونکہ یہود اور منافقین کے شرپسند عناصر ہمیشہ اس تلاش میں رہتے کہ کوئی عجیب بات ملے تو بات کا بتنگڑ بنا کر آپ کی رسالت کے متعلق شکوک و شبہات پیدا کریں۔ چنانچہ جب متبنیٰ کی رسم کوختم کردیا گیا اور حکم الٰہی سے آپ نے زیدؓ کی مطلقہ زینب بنت جحشؓ سے نکاح فرمایا تو معاندین کی زبانیں شعلے اگلنے لگیں اور انتہائی گھٹیا باتیں آپ کی طرف منسوب کرنے لگے۔

درحقیقت پیغمبر ہر قسم کی ذاتی اور دنیوی اغراض سے مبرا ہو کر معاشرے کی اصلاح کا ذمہ اٹھاتے ہیں اس لیے وہ صرف اپنے مالک حقیقی کے احکام کی بجاآوری میں مشغول نظر آتے ہیں۔ مفسدین کی وہ بالکل پروا نہیں فرماتے۔ کیونکہ متبنیٰ کے مسئلہ کے حوالے سے متعدد لوگوں کے حقوق سلب ہو رہے تھے لہٰذا اسے لغو قرار دینے سے ہی اصلاح ممکن تھی۔ چنانچہ مالک حقیقی نے نبی کو خصوصی ہدایات سے نوازاتاکہ معاندین کی بیہودگی کو آپ کسی خاطر میں نہ لائیں۔ ارشا د باری تعالیٰ ہے:

" وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا۔ وَّتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ ۭ وَكَفٰي بِاللّٰهِ وَكِيْلًا۔ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ اڿ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاۗءَكُمْ اَبْنَاۗءَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ۔اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَاۗىِٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَاۗءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ۭ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۔ "(21)

(اور جو کتاب تم کو تمہارے پروردگار کی طرف سے وحی کی جاتی ہے اس کی پیروی کئے جانا بے شک اللہ تمہارے سب عملونسے خبردار ہے اور اس اللہ پر بھروسہ رکھنا۔ اور اللہ ہی کارساز کافی ہے

اللہ نے کسی آدمی کے پہلو میں دو دل نہیںبنا ئے۔ اور نہ تمہاری عورتوں کو جن کو تم ماں کہہ بیٹھے ہو تمہاری ماں بنا یا اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے بنایا یہ سب تمہارے منہ کی باتیں ہیں اور اللہ تو سچی بات فرماتا ہے اوروہی سیدھا رستہ دکھاتاہے ۔ مومنو! لے پالکوں کو ان کے اصلی باپوں کے نام سے پکار اکرو کہ اللہ کے نزدیک یہی بات درست ہے۔ اگر تم کو ان کے باپوں کے نام معلوم نہ ہوں تو دین میں وہ تمہارے بھائی اور دوست ہیں اور جو بات تم سے غلطی سے ہو گئی ہو اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں لیکن جوقصد دلی سے کرو (اس پر مواخذہ ہے) اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے)

۳۔ نبی اکرم ﷺ کااسوہ حسنہ

رسول اکرم ﷺ نے مالک حقیقی کی ہدایات کے مطابق ، اہل کتاب اور منافقین کی منفی سرگرمیوں پر بھرپور صبر و تحمل کا مظاہرہ فرمایا کیونکہ آپ کو آگاہ فرما دیا گیا تھا کہ آپ سے قبل بھی ہر ایک داعی حق کو جھٹلایا گیا اور انہیں بھی ایسے ہی گھٹیا طرزعمل سے ایذائیں پہنچائی گئیں جس پر انھوں نے صبر کادامن ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ یہاں تک کہ نصرت الٰہی آ پہنچی۔ ارشاد ہے:

" وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰي مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَاۗءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ "(22)

(اور آپ سے پہلے بھی پیغمبر ؑ جھٹلائے جاتے رہے۔ تو وہ تکذیب اورایذا پر صبرکرتے رہے یہاں تک کہ ان کے پاس ہماری مدد پہنچتی رہی۔ اوراللہ کی باتوں کو کوئی بھی بدلنے والا نہیں اورآپ کو پیغمبروں کی خبریں پہنچ چکی ہیں (تو آپ بھی صبر سے کام لو)

مولانا مودودی لکھتے ہیں:"اللہ نے حق اور باطل کی کش مکش کے لیے جو قانون بنا دیا ہے اسے تبدیل کرنا کسی کے بس میں نہیں ہے۔ حق پرستوں کے لیے ناگزیر ہے کہ وہ ایک طویل مدت تک آزمائشوں کی بھٹی میں تپائے جائیں۔ اپنے صبر کا ، اپنی راستبازی کا، اپنے ایثار اور اپنی وفاداری کا ، اپنے ایمان کی پختگی اور اپنے توکل علی اللہ کا امتحان دیں۔ مصائب اور مشکلات کے دور سے گزر کر اپنے اندر وہ صفات پرورش کریں جو صرف اسی دشوار گزار گھاٹی میں پرورش پا سکتی ہیں۔ اور ابتداءً خالص اخلاق فاضلہ و سیرت صالحہ کے ہتھیاروں سے جاہلیت پر فتح حاصل کر کے دکھائیں۔ اس طرح جب وہ اپنا اصلح ہونا ثابت کر دیں گے تب اللہ کی نصرت ٹھیک اپنے وقت پر ان کی دستگیری کے لیے آ پہنچے گی۔"(23)

بلاشبہ آپ کے دشمن آپ کے حوصلوں کو پست کرنے میں بری طرح ناکام رہے۔ کیونکہ نبی رحمتﷺ تو سراپا رحمت تھے آپﷺ کسی سے بھی مخالفت نہ رکھتے تھے کیونکہ آپ کو ان بھٹکے ہوؤں کو صراط

مستقیم پر گامزن کرنے کا مشن سونپا گیا تھا جسے آپ نے ہر صورت پایہ تکمیل تک پہنچانا تھا۔

ایذار سانی پر صبر

رسول اکرم کو مدینہ طیبہ میں انتہائی مکار دشمن سے واسطہ پڑا جو ہر وقت پیغمبر اسلام کے خلاف سر گرم رہتا لہٰذا اسعد بن زرارہ ؓ کی وفات پر آپ دوہرے صدے سے دو چار ہوئے ایک طرف اپنے صحابی کی موت کا غم تھا اور دوسری طرف مخالفین کا منفی پروپیگنڈا عروج پر تھا یہود اور مفاد پرست ٹولے نے اس بات کی خوب تشہیر کی کہ (نعوذ با للہ) آپ رسول نہیں ہیں کیونکہ یہ کیسے ممکن ہیں کہ آپ کا محبوب دوست بیماری میں وفات پا جائے در حقیقت معاندین ایک طرف کردار کشی کر کے آپ کے حوصلوں پر کاری ضر ب لگانا چاہتے تھے تا کہ اشاعت اسلام کا سلسلہ فوراً رک جائے جب کہ دوسری طرف صحابہ کرام ؓ کو آپ سے بددل کرنا مقصود تھا تا کہ وہ آپ کی اطاعت کا دم بھرنے کی بجائے پھر کفر کی طرف پلٹ آئیں۔

لیکن نبی کریم نے کمال برد باری کا مظاہر ہ فرمایاا ور صحابہ ؓ کو آگاہ فرما دیا کہ خود پیغمبر بھی اپنی جان کے معاملہ میں اللہ کے محتاج ہیں چنانچہ آپ نے معاندین کے فاسد خیالات کا بڑے عمدہ پیرائے میں رد فرمایا اور لوگوں پر واضح کر دیا کہ موت حیات کے معاملے میں حکم الہٰی میں کوئی دخل اندازی کرنے کی جسارت نہیں کر سکتا ۔ نیز آپ نے ان کے خلاف کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا ۔ چنانچہ رسول اکرم کے اسوہ سے یہ بات واضح ہوئی کہ معاندین کی اصلاح کے لیے ان کے معاندانہ طرز عمل پر سخت اقدام نہ کیا جائے اور ان کی تلخ اور کڑوی باتوں کو برداشت کیا جائے کیونکہ داعی کا مقصد ترکی بہ ترکی جواب دینا نہیں بلکہ ان بگڑے ہوئے لوگوں کو سمجھا بجھا کر مالک کا اطاعت شعار بنانا ہوتا ہے لہٰذا آج ہمیں بھی اسی رستہ کو اپنانا ہو گا ۔

مخالفین سے الجھنے سے گریز

یقیناً داعی حق کے منصب کا تقاضا تھا کہ ہر حکم خدا وندی کو عوام الناس تک پہنچائیں تا کہ لوگ صرف اپنے سچے رب کی پیروی میں لگ جائیں ۔ تحویل قبلہ یہود کے لیے باعث تشویش تھا کیونکہ کعبہ کو قبلہ بنانے کا مطلب تھا کہ اب نبی کریم کبھی کسی ایک معاملے میں بھی ان کی موافقت نہیں کریں گے لہٰذا نہوں نے صریح حکم الہٰی پر نبی اکرم کو مطعون کرنا شروع کیا لیکن آپ نے ان سے الجھنے کی بجا ئے حکم الہٰی کو حرز جاں بنایا ۔ عصری

صورت حال میں نبی رحمت کی یہ حکمت عملی ہمیں معاندین کے شر سے اس طرح محفوظ رکھ سکتی ہے کہ ہم معاندین کے اس قسم کے اعتراضات پر ان سے الجھنے کی بجائے اسلام کی سچی اور سُچی تعلیمات کی ہر سطح پر اشاعت کریں تا کہ معاندین جھوٹے وا ویلے سے لوگوں کو اپنی طرف راغب نہ کر سکیں نیز ہم احکام الہٰی پر سختی سے کار بند ہو جائیں جس طرح ہمارے محبوب پیغمبر نے اطاعت الہٰی کا حق ادا کیا ۔کیونکہ معاندین آج جس قسم کی مسخ شدہ تصویر نبی خاتم کی دکھا رہے ہیں یقیناً ا س کے پیچھے حسد و بغض کا جذبہ کار فرما ہے ۔ لہٰذا اس امر کی اشد ضرور ت ہے کہ ہم تدبر سے کام لیتے ہوئے ہر صورت محاذ آرائی سے گریز کریں ۔

توہین رسالت پر سخت مو قف

داعی اعظم نے مخالفین سے ہمیشہ عفوو در گزر کا معاملہ فرمایا لیکن یہ عجیب بات ہے کہ معاند ین اسلام با لخصوص اہل کتاب نے آپ کے ساتھ معا ہدات کرنے کے باجود ایسی شرانگیز کاروائیاں کیں کہ اگر اسے سختی سے کچلا نہ جاتا تو مدینہ فتنہ و فساد کی آماجگاہ بن جاتا ۔ چنانچہ آپ نے یہودی شعراءکو جو مسلسل آ پ کی کردار کشی کر کے مخالفین کو آپ کے خلاف اٹھنے کی دعوت دے رہے تھے ان کے قتل کا حکم صادر فرمایا ۔ یقیناً کسی بھی نبی کی بے حرمتی کی یہی سزا ہے جیسا کہ خود یورپ میں توہین مسیح کے جرم کی سنگین سزا ، سزائے موت نافذ کیے رکھی اور اب بھی عمر قید کی صورت میں موجود ہے-(24)

عصر حاضر میں یہود و نصاریٰ کی طرف سے متعدد بار رسول رحمۃ للعا لمین کی شخصیت مبارک کو مسخ کر کے پیش کیا گیا اور ایسی بیہودہ تصویریں بنا کر دنیا کے سامنے پیش کی گئیں کہ جن سے رسول آخر الز ماں کی شخصیت کا تمسنحرا ڑانا مقصود تھا اور اسے آزادی رائے کا نام دینے کی سعی کی گئی جس پر یقینا ہر محب رسول کا دل خون کے آنسو رویا ۔ لیکن اہل کتاب کہلوانے والوں کو اتنی شرم بھی نہ آئی کہ اس قسم کے معاملات پر افسوس کا اظہار کریں اور یقین دلائیں کہ آئندہ ایسی دل آزار حرکت کی اجازت نہیں دی جائے گی ۔

اس وقت اسلامی دنیا بد قسمتی سے انتہائی ضعف کی کیفیت سے دو چار ہے کیونکہ اگر بیک وقت تمام اسلامی ممالک اس ملک کے خلاف سفارتی تعلقات کی منقطعی کا اعلان ہی کر دیں تو یقیناً اس کا اثر دکھائی دے گا اس کے علاوہ بین الاقوامی سطح پر ایسا معاہدہ کیا جائے کہ کسی بھی دین و مذہب کے پیغمبروں، رسولوں اور رہنماؤں

کے خلاف توہین کی سزا، سزائے موت ہو گی تو بلا شبہ اس معاہدہ پر کوئی بھی معترض نہ ہو گا ۔ با لفرض اگر کوئی ایسا معاہد ہ نہیں ہوتا تو اس صورت میں ایسے شر پسند عناصر کی بیج کنی کے دیگر طریقوں کو بروئے کار لانا ہو گا

واقعہ افک پر نبی کریم کا مثالی کردار

منافقین نے جب دیکھا کہ رسول اکرم کو جنگ و جدل سے ہرانا ان کے بس کی بات نہیں تو انہوں نے نبی مکرم کو اخلاقی پہلو سے مات دینے کی نا پاک سعی کی جس کے نتیجے میں واقعہ افک پیش آیا اور رسول رحمت کو ایسی اذیت کا سامنا کرنا پڑا کہ جو بیان سے باہر ہے لیکن آپ نے کمال حکمت و تدبر سے کام لیتے ہوئے اہل اسلام کو آپس میں دست و گریباں نہیں ہونے دیا کیونکہ منافقین کی سب سے بڑی خواہش یہی تھی کہ ایک طرف رسول اکرم کی کردار کشی کر کے (نعوذ باللہ) انہیں لوگوں کی نظر سے گرایا جائے اور دوسری طرف اس واقعہ پر اہل ایمان کو آپس میں لڑا کر ان کی قوت کو پاش پاد کر دیا جائے ۔

بلا شبہ یہ بڑا کڑا امتحان تھا لیکن رسول خاتم نے منافقین کے ناپاک ارادوں کو خاک میں ملا دیا ۔ جو امت کے لیے سبق تھا کہ انتہائی کر بناک اور المناک ماحول میں خوب غورو خوض کر کے آگے بڑھیں یہ نہ ہو کہ وہ معاندین کی سازشوں کا شکار ہو کر ایک دوسرے کو مٹانے پر تل جائیں۔

جا ہلانہ رسموں سے جنگ کا جذبۂ عالی

نبی اکرم چونکہ نبی خاتم تھے لہٰذا مالک کائنات نے ان کے ذریعے ہر ایسی قبیح رسم کی جڑ کاٹنی تھی جس سے لوگوں کے حقوق غصب ہوتے ہوں لہٰذا ان فرسودہ رسوم کے خاتمے کے نتائج و ثمرات سے آگاہی حاصل کیے بغیر منافقین اور مخالفین نے محض حسدو بغض سے رسم متبیٰ کو انتہائی سنگین جرم اور گناہ کبیرہ قرار دیکر آپ کی کردار کشی شروع کر دی ۔ لیکن آپ نے منفی پرو پیگنڈا پر بلند حوصلگی کا ثبوت دیا اور متبنیٰ جیسی ظالمانہ رسوم کے خلاف اعلان جنگ کیا اور کسی کی ملامت کو خاطر میں نہیں لایا گیا جیسا کہ آپ کو حکم الٰہی تھا :

" مَا كَانَ عَلَي النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ۭ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَۨا۔ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا (25)"-

(پیغمبر پر اس کام میں کچھ تنگی نہیں جو اللہ نے ان کے لیے مقرر کر دیا اور جو لوگ پہلے گزر چکے ہیں ان میں بھی اللہ کا یہی دستور رہا ہے اور اللہ کا حکم ٹھہر چکا تھا۔ اور جو اللہ کے پیغام پہنچاتے اور اس

سے ڈرتے اور اللہ کے سواکسی سے نہیں ڈرتے تھے۔ اور اللہ ہی حساب کرنے والا کافی ہے)۔

اسی جذبہ عالی کی پیروی کی اس وقت بھی اشد ضرورت ہے کیونکہ اسلام کی تعلیمات کی بنیاد ہی فلاح انسانیت پر ہے لیکن اہل کتاب نے پروپیگنڈا کے ذریعے اپنے خود ساختہ سماجی نظام کو پوری دنیا کے لیے ماڈل بنا کر پیش کیا اور بزور قوت اس کو دنیا پر مسلط کرنے کی کوشش کی ان حالات میں اہل ایمان کی ذمہ داری اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ وہ ہر اس نظام سے دور رہیں جس سے انسانوں کے حقوق غصب ہوتے ہیں ۔ نیز اسلامی ضابطہ حیات کو زندگی کے ہر گوشے میں نافذ کر کے دنیا کو بھی اس کی دعوت دیں اور کسی بھی ملامت کرنے والے کی ملامت کو خاطر میں نہ لائیں کیونکہ دین اسلام کے ذریعے تمام بھلائی پر مبنی تعلیمات و ہدایات اہل اسلام کے پاس پہلے سے موجود ہیں ۔

اہل کتاب کے خود ساختہ عقائد کی نفی اور اثباتِ حق

یہود و نصاریٰ نے جس طرح اپنے نبیوں اور رسولوں کو مختلف بے جا سوالات کر کے زچ کیا ۔ اسی قسم کارویہ حضرت محمد ﷺ کے ساتھ بھی اختیار کرنے کی سعی کی ۔ لہٰذا دربار نبوی ﷺ میں دونوں جماعتوں کے سر کر دہ لوگوں نے جب ایک اللہ کی طرف پلٹنے کا پیغام سنا تو بجائے اس بات کے کہ وہ دعوت حق پر غوروفکر کا عندیہ دیتے یا اپنے شبہات کے ازالہ کے لیے مزید وضاحت مانگتے مگر انہوں نے آپ ﷺ پر الزام دھر دیا کہ کیا آپ ﷺ کی بھی یہی تمنا ہے کہ نصر انیوں کی طرح ہم آپ ﷺ کی پو جا کریں ؟ در حقیقت وہ"لا الہ الا اللہ " کی طرف آنا ہی پسند نہیں کرتے تھے اسی بنا پر ایسا گھٹیا الزام آپ ﷺ پر لگا دیا تا کہ آپ ﷺ ان کو حق طرف بلانے سے گریز کریں۔ چونکہ آپ ﷺ ان کی سرشت سے خوب آگاہ تھے لہٰذا بڑے عمدہ انداز سے ان پر واضح فرمایا :

" معاذ اللہ نہ ہم خود اللہ وحد ہ لا شریک کے سوا دوسرے کی پوجا کریں نہ کسی اور کو اللہ کے سوا دوسروں کی عبادت کی تعلیم دیں نہ میری رسالت کا یہ مقصد ہے نہ مجھے اللہ حاکم اعلیٰ کا یہ حکم ہے (26)"

در حقیقت یہ یہود کی ہٹ دھرمی تھی کہ وہ آ پ ﷺ کے متعلق ایسی بات رہے تھے حالانکہ وہ جانتے تھے کہ آپ ﷺ کا پیغام کیا ہے؟ یہود و نصاریٰ کے شاطرانہ طرز عمل کی بنا پر عوام الناس دینِ حق سے اعراض بر تتے رہے اور آج ان کا کردار ماضی سے بھی زیادہ بھیانک ہے کہ اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے متعلق عجیب و غریب

خرافات گھڑ کر عوام الناس کو گمراہ کر رکھا ہے جیسا کہ عصر حاضر کی معروف راہبہ و مستشرقہ کیرن آرم سٹرانگ نے اپنی کتاب "Muhammad A Biography of the Prophet" کے پہلے باب میں نبی کریم کے متعلق اہل کتاب کی فرضی کہانیوں اور قصوں کا تفصیل سے ذکر کیا ہے جس کو نقل کرنے کی اس خاکسار میں ہمت نہیں۔ بہر حال کیرن آرم سٹرانگ قابل تعریف ہیں کہ جس نے ان تمام باتوں کو من گھڑت قرار دیا ہے لہٰذا اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ نبی رحمت داعی اعظم کی سیرت طیبہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے دین حق ان تک پہنچایا جائے نیز نبی رحمت کے اخلاق و کردار اور عظمت خاتم النبین سے بالخصوص آگاہ کیا جائے یقینایہ عداوت ترک کر کے نبی رحمت کے امتی بننے کو ترجیح دیں گے ۔

شرپسند عناصر کے ساتھ سخت برتاؤ

جب یہود کے شرپسند عناصر کی منفی سرگرمیاں اور پروپیگنڈا مہم بدترین شکل اختیار کر گئی اور آپ نے محسوس کیا کہ اگر ان مفسد اور شریر لوگوں کو مزید ڈھیل دی گئی تو یہ سخت فتنہ و فساد برپا کرنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ لہٰذا کعب بن اشرف اور اس جیسے دیگر یہودی فتنہ بازوں کے قتل کاحکم جاری کیا گیا۔ جبکہ منافقین سے عفو و درگزر کا معاملہ اس لیے رکھا کہ وہ اس طرح کھل کر آپ اور اہل حق کے خلاف پروپیگنڈا کرنے کا تصور بھی نہیں کرسکتے تھے۔ نیز وہ اہل حق سے سخت خائف بھی تھے۔

اس طرح آپ کے اسوہ حسنہ سے امت کو یہ تعلیم دی گئی کہ ایسے شریر اور فتنہ باز لوگ جو کسی عہد کی پابندی نہ کریں اور کفر و باطل کی گود میں بیٹھ کر اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف زہر اگلیں اور معاندین حق کے ساتھ مل کر اہل حق کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کے منصوبے رکھتے ہوں ان سے کسی بھی صورت اعراض نہ برتا جائے بلکہ جتنی جلدی ممکن ہو زمین سے ایسے سرکش و باغیوں کو پاک کر دینا چاہیے۔

۴۔ نتائج و اثرات:

داعی حق کے خلاف باطل کے علمبرداروں کی پروپیگنڈا مہم کے نتائج و اثرات ان کی توقعات کے برعکس برآمد ہوئے جو حسب ذیل ہیں:

۱۔ معاندین نے نبی کریم سے بد ظن کرنے کی ہر ممکن سعی کی حتی کی صحابی رسول کی طبعی موت پر آپ کے خلاف خوب پروپیگنڈا کیا گیا کہ ان کا رسالت سے دور کا بھی وا سطہ نہیں حالانکہ موت و حیات کے متعلق تو مشرکین کا بھی عقیدہ تھا کہ یہ سب کچھ

خالق و مالک کے قبضہ ، قدرت میں ہے لیکن مخالفین کا مقصد تو صرف آپ ﷺ کو رنجیدہ کرنا اور صحابہ کرام کے دلوں میں شکوک و شبہات کے بیج بونا تھے ۔لیکن الحمد اللہ معاندین اپنے پرو پیگنڈا میں بری طرح نا کام ہوئے کیونکہ آپﷺ نے سب پر واضح فرما دیا کہ اس معاملے میں رسول بھی بے اختیار ہیں ۔ لہٰذا صحابہ کرام نبیﷺ سے بد ظن ہونے کی بجائے حقائق سے منکشف ہو کر آپ ﷺ پر جان نچھاور کرنے لگے۔

۲۔ تحویل قبلہ پر یہود نے آپ ﷺ کے خلاف خوب پرو پیگنڈا کیا کہ آپ ﷺ کا مشن صرف ہماری مخالفت ہے ۔ چونکہ لوگ کھلی آنکھوں سے نبی کریم ﷺ کی صداقت اور یہود کی فریب کاریوں کا ملاحظہ کر رہے تھے ۔ اس لیے کسی نے بھی یہود کی چالبازی پر لبیک نہیں کہا اور خوشی خوشی کعبہ کی طرف منہ کر کے عبادات بجالانے لگے ۔ جس سے یہود کو اپنی مذہبی حیثیت کے خاتمے کا خوف لاحق ہوا کیونکہ یہی اوس و خزرج تھے جو ان کی ہر بات پر لپکتے لیکن آج نبی ﷺ اکرم جیسی باکر دار قیادت کی پیروی پر وہ شاداں و فرماں تھے

۳۔ اہل کتاب اہل اسلام کی مذہبی، سیاسی اور معاشی حیثیت کے مستحکم ہونے پر سخت متردد تھے لہٰذاحسد اور کینہ یہاں تک جا پہنچا کہ شعراءنے معصوم عن الخطا محسن انسانیت حضرت محمد ﷺ کی شخصیت پر بد ترین حملے کیے اور آپ ﷺ کی کردار کشی کی انتہا کر دی جس پر آپ ﷺ نے شاعر ابو عفک یہودی اور شاعرہ عصماءبنت مر وان کے قتل کے احکام صادر فرمائے ۔ کیونکہ اگر آپ ﷺ ان کو ڈھیل دیتے تو وہ اور نڈر ہو جاتے لہٰذا ایسے شر پسند عناصر کی بیج کنی از حد ضروری تھی علاوہ ازیں کعب بن اشرف جیسے خبیث شاعر کی موت پر یہود ی خوف زدہ ہو گئے ۔ اور سمجھ گئے کہ جو بھی فتنہ و فساد پیدا کرنے کی کوشش کرے گا اس کا انجام بھیانک ہو گا ۔ اس طرح یہود اپنی شرارتوں سے وقتی طور پر رک گئے ۔

۴۔ منافقین کی اہل بیت پر بہتان طرازی سے رسول اکرم ﷺ اور اہل ایمان سخت صدمے سے دور چار ہوئے لیکن منافقین کا کردار بھی کھل کر سامنے آگیا جس کے نتیجے میں منافقین کی ہمنوائی کرنے والے ان کے مخالف بن گئے نیز حضرت عائشہ صدیقہ کی پاک دامنی کی گواہی خود خالق کا ئنات نے وحی الہٰی کی شکل میں نازل فرمائی جو یقیناً ہر بد باطن کے منہ پر طمانچہ تھا ۔ چنانچہ مالک کائنات نے قیامت تک کے لیے ازواج رسول کی عظمت واضح کر دی کہ کوئی بھی آپ ﷺ کی ازواج پر انگلی نہ اٹھا سکے جیسا کہ آج بعض بد فطرت مستشرقین واقعہ افک پر طرح طرح کی کہانیاں بناتے ہیں انہیں مالک

حقیقی کا پیغام بھی ذہن نشین رکھنا چاہیے ۔ نہیں تو ان کا انجام بھی ان سے مختلف نہ ہو گا ۔ کیونکہ مالک کائنات اپنے محبوب بندوں کی توہین برداشت نہیں فرماتے ۔

۵۔ معاندین اسلام نے نبی رحمت □ کو متبنیٰ جیسی جا ہلانہ رسم کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے پر زبر دست مطعون کیا اور ہر کس و ناکس کے سامنے آپ □ کی کر دار کشی کی گئی لیکن جب خالق حقیقی نے اس رسم بد کے اثرات سے آگاہ کیا اور اس کو فیصلہ خداوندی قرار دیا تا کہ لوگوں کے حقوق پا مال نہ ہوں تو اہل ایمان کے دل میں نبی اکرم □ کی قدر و منزلت اور بھی بڑھ گئی کہ آپ □ نے انسانوں کی بھلائی کے لیے کس قدرا ذیتیں برداشت کیں اور مخالفین کو ذلت و رسوائی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا۔ ان شاء اللہ آج بھی آپ □ کے ناقدین اسی انجام سے دو چار ہو نگے ۔

۶۔ مخالفین نے طرح طرح کے اعتراضات کر کے آپ □ کی رسالت کے متعلق شکوک و شبہات پیدا کرنے کی سعی کی کہ (نعو ذ با للہ) آپ □ کو اپنی اونٹنی کے گم ہونے کی خبر نہیں اور آسمان سے وحی آنے کی باتیں کرتے ہیں ۔ درحقیقت معاندین صحابہ کرام ؓ کو آپ □ سے بیزار کرنے کی ناپاک سر گرمیوں میں ملوث تھے لیکن مالک کائنات نے نبی □ کو خبر دے دی کہ منافقینِ یہود یہ باتیں کر رہے ہیں ۔ جس سے منافق علمائے یہود کا دہرا کردار سب پر عیاں ہو گیا جس پر وہ رسوا ہو کر رہ گئے جبکہ نبی کریم □ کی عظمت کا پتہ اس سے چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب □ کے متعلق اتنی بات بھی گوارا نہیں فرماتے ۔ چنانچہ ملعون منافقین نہ صرف مالک حقیقی کی بارگاہ میں راندے گئے بلکہ نبی کریم□ اور اہل ایمان کی نظروں سے بھی گر گئے لہٰذا انہی دنیا و آخرت کے خسارہ کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا۔

۷۔ یہود کی اس سے بڑی بد قسمتی اور کیا ہو گی کہ انہوں نے نبی رحمت □ پر ایمان لانے کی بجائے آپ □ کی مخالفت کو ترجیح دی اور منافقت کا لبادہ اوڑھ کر صحابہ کرام ؓ کو راہ ہدایت سے بھٹکانے کی ہر ممکن سعی کی اور ان کی یہ مز موم کاروائیاں مسجد نبوی □ میں بھی جاری رہتیں جس پر آپ□ نے صحابہ ؓ کو حکم دیا کہ ان کو مسجد نبوی □ سے نکال دیا جائے ۔ یہی عمل ان کی ذلت کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ مسجد نبوی □ کے اندر بھی اپنی شرارتوں کا سلسلہ جاری رکھا اور ہمیشہ کے لیے ملعون ٹھہرے جبکہ جاہل اور مشرک آپ □ کی پیروی کر کے دنیا و آخرت میں معزز بن گئے ۔

۸۔ یہود و نصاریٰ نبی خاتم □ کے خلاف مسلسل پرو پیگنڈا کرنے میں مصروف تھے لیکن کہیں بھی ان کو کامیابی میسرنہ آئی سوائے

تحویل قبلہ پر چند جہلا متنفر ہوئے جبکہ دوسری طرف اسلام خطہ عرب میں مقبول دین بنتا جا رہا تھا اور ہر طرف سے لوگ کھچے چلے آ رہے تھے۔ جس پر یہود و نصاریٰ سخت متردد تھے لہٰذا مختلف چالوں سے اہل حق کو ڈگمگانے کی پوری تگ و دو کر رہے تھے ۔ چنانچہ یہودو نصاریٰ نے مجلس نبوی میں آپ سے اس انداز میں بات کی کہ شاید آپ کا مقصود بندگی الٰہی کی بجائے بندگی محمد ہے جس پر آپ نے فوراً ان کی گرفت فرمائی اور واضح کیا کہ میرا منشور شرک و کفر کے برعکس توحید خالص کاپرچار ہے ۔ اس طرح آ پ نے ان کے گھناونے پرو پیگنڈا کا فوراً گلا گھونٹ ڈالا تا کہ ہر شخص سمجھ لے کہ آپ تو کفریہ کلمہ سننا بھی گوارا نہیں فرماتے ۔ آج بھی یہی اہل ایمان کا شیوہ ہونا چاہیے۔

۹۔ یہود کی عہد شکنی اور نبی مکرم کے خلاف ناروا پروپیگنڈا سے وہ اپنے عبرت ناک انجام کو پہنچ گئے۔ اور اپنے مذموم مقاصد اپنے سینوں میں لیے دفن ہو گئے۔ جس سے دیگر شرپسند عناصر دبک گئے اور آپ کی توہین و اہانت سے باز آ گئے۔

حوالہ جات و حواشی

1) ابن ہشام، ابو محمد، عبد الملک ، السیرۃ النبویۃ ، دار الفجرللتراث، القاہرہ، 2004 م، 118/2
2) ابن قیم، شمس الدین، محمد بن ابی بکر،زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، دار الفکر، بیروت، لبنان 1424ھ، 57/1
3) البقرہ 2: 144
4) ابن کثیر، عماد الدین، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، مکتبہ دار الفحیاۓ، دمشق،1414 ھ،263/1
5) ابن سعد ، محمد ، الطبقات الکبری دارالفکر ، بیروت، لبنان ، 1414ھ، 365/1
6) الزرقانی، محمد عبدالعظیم، شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیہ، دار الکتب العلمیۃ ، بیروت، لبنان ، 1996، 347/2
7) الطبقات الکبریٰ :365/1
8) الطبقات الکبریٰ :365/1
9) حسین بن محمد ، شیخ، دیار بکری، تاریخ الخمیس فی احوال النفس نفیس ، موسسۃ شعبان، بیرت، س ۔ ن 389/1
10) بخاری، ابو عبداللہ، محمد بن اسماعیل ،صحیح بخاری، مکتبہ رحمانیہ ، لاہور، س۔ ن،کتاب المغازی، باب قتل کعب بن اشرف: 579/2
11) صحیح بخاری ، کتا ب المغازی ، باب حدیث الا: 632/2
12) السیرۃ النبویہ لا بن حشام: /133
13) السیرۃ النبویۃ لابن حشام :134/1

14) البیھقی ، ابوبکر، احمد بن حسین، دلائل النبوۃ ، تحقیق عبدالمعطی قلعجی، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 1985م-384/3
15) الاعراف 7: 158
16) البقرہ 2: 144
17)آل عمران 3: 79
18) الاحزاب 33: 37
19) آل عمران 3: 79
20) النساء 4: 80
21) الاحزاب33: 2-5
22) الانعام 6: 34
23)مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، تفہیم القرآن ، لاہور، 1986ء، 535/1
24)رضوی، محمد طاہر، تحفظ ناموسِ رسالت، اورینٹل پبلی کیشن، لاہور، س ن ، ص25
25)الا حزاب 33: 38-39
26)ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیرابن کثیر، مولانا محمد صاحب جونا گڑھ (مترجم)، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، 1994ء، 433/3